

کیا اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا مطلقاً کافر ہے؟



کیا اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا مطلقاً کافر ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله والصلو والسلام على رسول الله وبعده!

کیا اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والا مطلقاً کافر ہے؟

آیت تحکیم میں کفر سے کیا مراد ہے؟ آیت تحکیم کی صحیح تفسیر صحابہ کرام اور ائمہ عظام کے وہم سے، نیز خوارج کا مدلل رد

عصر حاضر کے خوارج نے وہی مسئلہ اٹھا کر آج کل مسلمانوں کی تکفیر شروع کر رکھی ہے جو پہلے خوارج کے گروہ نہ اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تکفیر کی تھی

یعنی اللہ کے قانون کے علاوہ کسی اور قانون سے

فیصلہ کرنا یا پھر اللہ کے علاوہ کسی اور کو حکم بنانا

سب سے مشہور دلیل جو خوارج اس باب میں پیش کرتے ہیں وہ یہ آیت ہے

وَمَنْ لَّمْ يَجِدْكُمْ يَمَّا أَنْزَلَ اللَّهُ هَذَا وَلِتُكْفَرُوا بِهِمْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ

جو لوگ اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں (المائدہ : 44)

اس سے اگلی دو آیتوں میں ایسے لوگوں کو ظالم اور فاسق بھی کہا گیا ہے

خوارج کا کہنا ہے کہ اس آیت کے تحت جو لوگ اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہذا آج کے حکمران بھی ایسا ہی کرتے ہیں تو وہ کافر ہیں اور نظام بھی ایسا ہی ہے لہذا یہ نظام بھی کفریہ ہی ہے

آئیے اب دیکھتے ہیں اس آیت کی تفسیر اسلاف امت کیا کرتے ہیں، سب سے پہلے رسول کی زبان مبارک سے علم حاصل کرنے والے صحابہ کی تفسیر سنتے ہیں

جب ابن عباس رضی اللہ عنہم خوارج سے مناظرہ کرنے گئے تو انہیں کہا کہ میں تمہارے پاس انصار و مہاجرین، صحابہ کے پاس سے آیا ہوں کہ تمہیں یہ بتادوں کہ اہل علم لوگ اس مسئلہ میں کیا کہتے ہیں، جن پر قرآن نازل ہوا، اور وہ وحی کو تم سے زیادہ سمجھتے ہیں، اور انہی کے درمیان وحی نازل ہوئی، اور تمہارے ساتھ ان (یعنی صحابہ) میں سے کوئی ایک بھی نہیں (مسند احمد : 10598)

یاد رہے ابن عباس رضی اللہ عنہم صحابی ہیں جن کو نبی نے دعا دی تھی کہ اے اللہ اسے کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما (بخاری)

نیز سیدنا علی رضی اللہ عنہ خوارج سے مناظرہ کے لیے بھی انہیں ہی بھیجا تھا، تو یہ ان معاملات اور

ان آیات کی تفسیر سب سے زیادہ بہتر سمجھنے والے تھے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

ليس بالكفر الذي تذهبون إليه

اس (آیت) سے وہ کفر مراد نہیں لیتے جو تم مراد لیتے ہو (یعنی کفر اکبر مراد نہیں لیتے)

ایک اور روایت میں یہ الفاظ موجود ہیں:

إنه ليس بالكفر الذي يذهبون إليه، وإنه ليس كفرا ينقل عن الملة

ومن لم يحكم بما أنزل الله فأولئك هم الكافرون (کفر دون کفر)

اس سے مراد کفر اکبر نہیں ہے، اور یہ ایسا کفر نہیں ہے جو اسلام سے خارج کر دے، (اللہ کا فرمان کہ):

جس نے اللہ کے نازل کردہ حکم مطابق فیصلہ نہیں دیا، پس یہی لوگ کافر ہیں، اس سے مراد کفر دون کفر ہے، (یعنی کفر سے چھوٹا کفر، کفر اصغر مراد ہے)

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کیا ہے اور صحیحین کی شرط پر اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے، امام ذہبی رحمہ اللہ نے انکی موافقت کی ہے

المستدرک: (2/313)، السلسلة الصحيحة: 6/113، تفسیر ابن کثیر: 6/163

تفسیر طبری میں (6/166) پر حسن سند سے ابن عباس رضی اللہ عنہم سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں:

وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ (المائدة: 44)

قال: "من جحد ما أنزل الله، فقد كفر، ومن أقر به، لم يحكم به فهو ظالم فاسق"

(اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ) جس نے اللہ کی نازل کردہ شریعت کا انکار کیا (وہ کافر ہے)، البتہ جس نے اقرار کیا لیکن اس کے مطابق فیصلہ نہ کیا تو وہ ظالم، فاسق ہے (کافر نہ ہے)۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں کونسا کفر مراد ہے، تو انہوں نے فرمایا کہ اس سے وہ کفر مراد ہے جو اسلام سے خارج نہ کرتا۔

سؤالات ابن ہانی (2/192)

قال إسماعيل بن سعد في "سؤالات ابن هاني" (2/192):
"سألت أحمد بن حنبل عن قوله تعالى: 'وَمَنْ لَّمْ يَحْكَمْ بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ'، قلت: فما هذا الكفر؟ قال: 'كفر لا يخرج من الملة'"

امام جریر طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

میرے نزدیک سب زیادہ صحیح بات اس آیت کے بارے میں ہے کہ یہ آیت کفار، اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی تھی، کیونکہ اس سے اگلی پچھلی آیات بھی انہی کے بارے میں نازل ہوئی، اور یہ آیات ان کے بارے میں خبر دے رہی ہیں، لہذا یہ زیادہ لائق ہے کہ یہ آیات ان کفار کے حوالہ سے خبر ہو۔

یعنی یہ آیات کفار کے ساتھ ہی خاص ہیں۔

اور اگر کہنے والا کہے: آپ کیسے اس کو کفار کے ساتھ خاص کر سکتے ہیں جب کہ اللہ نے تو اسے عام رکھا ہے اس شخص کے ساتھ جس نے اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ نہ کیا؟

تو ہم کہیں گے:

کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو اللہ کے قانون کا انکار کرنے والے ہیں۔

اگرچہ وہ مسلمان ہو یا کافر،

پس اللہ نے خبر دی کہ انہو نے (یہودیوں اور اہل کتاب) نے انکار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کو چھوڑا اس لئے وہ کافر ہیں،

اور یہ آیت عام ہے اس (مسلمان) کے لئے جو اللہ کے قانون کا انکار کرتے ہوئے اس کے مطابق فیصلے نہ کرے، جیسا کہ ابن عباس نے فرمایا تفسیر طبری: (6/166)

امام نصر المروزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

جس طرح اعمال کی شاخیں ہیں اسی طرح صحابہ کرام اور تابعین نے کفر کی بھی شاخیں بنائی ہیں، جس طرح اعمال کو چھوڑنے سے انسان کا ایمان کم ہوتا ہے پر ایمان سے خارج نہیں ہوتا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے نہ کرنے والا فاسق و فاجرتو ہوتا ہے لیکن اسلام سے خارج نہیں ہوتا، اگر فیصلے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ کے مطابق نہیں کرتا اس کا انکار کرتے ہوئے تو یہ بھی اسی طرح ملت اسلامیہ سے خارج ہوگا جیسے اعمال کا انکار کرتے ہوئے ترک کرنے والا کافر ہوگا

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

علماء کا اس بات اجماع ہے چکا ہے کہ (اللہ کے حکم کے علاوہ فیصلے کرنا) کبیرہ گناہ ہے، جو اسکو جان بوجھ کر علم رکھنے کے باوجود کرے، اس کے متعلق شریعت اسلامیہ میں شدید وعید ہے

اور اللہ نے فرمایا: جو اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلے نہ کریں یہی لوگ، کافر ہیں، فاسق ہیں، ظالم ہیں، یہ آیت اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے، ابن عباس اور حذیفہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ یہ ہمارے لیے بھی ہے، مگر یہ وہ کفر نہیں ہے جو اسلام سے خارج کردہ اگر امت میں سے کوئی شخص یہ کام کرے تو اس وقت تک کافر نہیں ہوگا جب تک اللہ تعالیٰ، اسکے فرشتوں، کتابوں، رسولوں یا

آخرت کے ساتھ کفر نہ کرے، اور اس آیت کی تفسیر
کئی علماء سے مروی ہے، جن میں ابن عباس، اور
عطاء (تابعی) بھی ہیں۔ "التمہید" (5/74)

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس بارے میں فیصلہ کن بات یہ ہے کہ جو اللہ کے
نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے اس کا انکار
کرتے ہوئے حالانکہ وہ جانتا ہو یہ اللہ کی طرف سے
ہے تو وہ کافر ہے، البتہ جو خواہش نفس کی وجہ
اللہ کے نازل کردہ کے مطابق فیصلہ نہ کرے تو وہ
ظالم ہے فاسق ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے یہی تفسیر منقول ہے زاد المسیر (2/366)

امام ابو بکر ابن العربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اس میں صورتحال مختلف ہوگی اگر وہ اپنے قانون کو
یہ سمجھ کر اس سے فیصلہ کرے اور کہے یہ بھی اللہ
کی طرف سے نازل کردہ ہے تو یہ کفر کو واجب کرنے
والی بات ہے البتہ خواہش نفس اور گناہ کے طور پر
کرے اور تو اسکی مغفرت ہو سکتی ہے جیسا کہ اہل
سنت کا قول ہے کہ گناہ گاروں کی بخشش ہو سکتی
ہے "أحكام القرآن" (2/624)

امام قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ظاہری الفاظ سے استدلال
خارج کرتے ہیں، حالانکہ ان کے لیے اس آیت میں
کوئی دلیل نہیں ہے، کیونکہ یہ آیت یہودیوں کے بارے
میں نازل ہوئی ہے، لہذا اس آیت کے حکم میں ان کے
ساتھ وہی شریک ہوگا جو ان کے جیسی حرکت کرے گا
(یعنی تحریف کرے گا یا انکار کرے گا)

اور اسکی توضیح یہ ہے کہ: اگر مسلمان کسی مسئلے
میں اللہ کا حکم جانتا ہے اور انکار کرتے ہوئے اس
کے مطابق فیصلہ نہیں کرتا تو وہ بلا اختلاف کافر ہے
، لیکن اگر وہ ایسا بے عملی کی وجہ سے کرتا ہے
، اور وہ اس حکم کی تصدیق بھی کرتا ہے نیز یہ بھی
جانتا ہے کہ اسکو نافذ کرنا واجب ہے، لیکن پھر

بھی وہ اس پر عمل نہی کرتا تو وہ کبیر گناہ کا مرتکب ہے، اور گناہگار ہے

اور یہی حکم دین کے واضح مسئلہ کا بھی ہے، مثال کے طور پر نماز وغیرہ، یعنی جیسے نماز کو چھوڑنے والا گناہگار تو ہے لیکن کافر نہی اور کافر انکار کرنے والا ہوگا چھوڑنے والا نہی اور یہی جمعہ اور کا موقف ہے المفہم (5/117)

اس آیت کی یہی تفسیر امام ابن بطہ، امام شاطبی، امام ابن تیمیہ، امام ابن القیم، امام ابن کثیر، امام ابن حجر، امام سمعانی رحمہم اللہ، اور ہر شمار ائمہ نے کی ہے

جو طوالت کی وجہ سے ذکر نہی کی جارہی ہے بھی یاد رہے کہ خوارج اسکا علاوہ بھی ایک آیت سے استدلال کرتے ہیں :

إِنَّ أَلْحَدُكُمْ إِلَّا لَيْلَةً (الأنعام آية: 57)

یعنی حکم صرف اللہ کی ہے

یہ آیت خارجیوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کے وقت پیش کی تھی

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا تھا کہ اللہ کے علاوہ انسانوں کو فیصلہ بنانے کا ذکر قرآن میں بھی ہے، بلکہ حکم موجود ہے مثلاً:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ وَمَنْ قَتَلَ مِنْكُمْ مِمَّا تَحْتَمِلُونَ فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ

ایمان والو! شکار کو نہ قتل کرو جب تم احرام میں ہو، اور تم میں سے جو کوئی اس جان بوجھ کر مارے تو پھر بدلہ میں اس مارے کو برابر

مویسیٰ لازم ہے جو تم میں سے دو معتبر آدمی تجویز کریں بشرطیکہ قربانی کے بعد تک پہنچنے والی ہو (المائدہ آیت: 95)

اور

وَإِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَأَبْعَثُوا حَكَمًا مِّنْ أَهْلِهَا إِن يَرِيدَ إِصْلَاحًا يَسِّرْهُ فَإِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ

اور اگر تم میں سے دو یا دو سے زیادہ بیوی کے تعلقات بگڑ جائیں یا خطر ہو تو ایک منصف شخص کو مرد کے خاندان میں سے اور ایک منصف شخص کو عورت کے خاندان میں سے مقرر کرو، اگر یہ دونوں صلح کرنا چاہیں گے تو اللہ ان دونوں میں موافقت کر دے گا، یہ شک اللہ سب کچھ جانتا ہے والا خبردار (النساء آیت 35)

اس سے ثابت ہوا کہ اس آیت سے یہ استدلال کرنا کہ دور حاضر کے مسلمان حکمران کیونکہ شریعت نافذ نہیں کرتے اس لیے کافر ہیں یہ خوارج کا مذہب ہے، اسی طرح مسلم ممالک کے نظاموں کو کفریہ کہنا، یہ بھی خوارج کا منہج ہے، اگرچہ ان ممالک کے آئین میں کچھ باتیں خلاف شریعت منظور کروالی گئی ہیں تو وہ شریعت سمجھ کر جائز نہیں کی گئیں بلکہ قانوناً جائز کی گئی ہیں، مثال کے طور پر کوئی اپنا گھر میں ٹی وی رکھنے کی اجازت دیتا ہے یا اپنا بچوں کو گانا سننے کی اجازت دیتا ہے تو شرعی طور پر جائز سمجھ کر نہیں دیتا بلکہ اپنا گھر کے قانون میں اپنی عملی کوتاہی کی وجہ سے اسکی اجازت دیتا ہے، لہذا جب تک کوئی حکمران صراحتاً یہ نہ کہے کہ میں اللہ کے حکم سے جمہوریت کو افضل سمجھتا ہوں، یا جمہوریت کو بھی اللہ کے حکم برابر سمجھتا ہوں، یا اللہ کے حکم کے خلاف قانون کے نفاذ کو شرعاً جائز سمجھتا ہوں یا اللہ کے حکم کا انکار کرتا ہوں، تو ان صورتوں میں وہ کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو جائے گا

نیز یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ یہ کفر کے فتوے لگانے والے حضرات کبھی قانونی طریقے سے خلاف شریعت باتوں کو آئین کی روشنی میں چیلنج نہیں کرتے بلکہ صرف اپنے حلقے میں یا کتاب لکھ یا منبر سے ایسی چیزوں پر تنقید کرتے رہتے ہیں۔

علامہ تقی عثمانی صاحب جو کہ بڑے عالم بھی ہیں اور تقریباً 25 سال تک جج بھی رہے چکے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ کبھی کوئی مولوی طبقے کا قانون کو باقاعدہ قانونی طریقے سے چیلنج کرنے نہیں آیا۔

یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ یہی نظام تھا کہ جسے صحیح طریقے سے استعمال کیا گیا تو قادیانوں کو کافر قرار دلویا گیا۔

خاص کر کہ جب آئین میں صاف صاف لکھا ہے کہ حاکم اعلیٰ اللہ کی ذات ہے اور کتاب و سنت کے مخالف کوئی فیصلہ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

لذا ان آیات کا مروجہ فہم جو خوارج نے رکھا ہے یہی فہم علی رضی اللہ عنہ کی تکفیر کرنے والوں نے لیا تھا اور ان خوارج کے بارے میں علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ:

قالوا لا حکم إلا لله ، قال علي : كلمة حق أريد بها باطل

یعنی یہ خوارج کہتے ہیں کہ اللہ کے علاوہ کوئی فیصلہ کرنے والا نہیں ہے، تو یہ الفاظ تو صحیح ہیں لیکن انکا معنی غلط جگہ پر استعمال کیا گیا (صحیح مسلم : 1066)

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے خوارج کے بارے میں فرمایا تھا:

إِنَّهُمْ أَنْطَلَقُوا إِلَيَّ آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ ، فَجَعَلُوا عَلَيَّ الْمُؤْمِنِينَ

یہ (خوارج) وہ لوگ ہیں جو کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق اہل ایمان مومنین پر

کرتے ہیں (فتح الباری ” (12 / 286)

اور جیسا کہ آپ نے دیکھا آئمہ کرام نے انکی پیش کردہ آیت کو یہودیوں اور اہل کتاب کے بارے میں نازل شدہ بتلایا ہے، لہذا یہ مسلمانوں پر فٹ کر رہے ہیں

بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ جمہوریت میں اکثریت کے فیصلے کو قانون بنایا جاتا ہے بھلا وہ خلاف شرع ہے، تو اس سے بھی انکا کافر ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ وہ قانون اللہ تعالیٰ کے مقابل نہیں بنایا جاتا بلکہ اپنی خواہشات کی تکمیل کیلئے بنایا جاتا ہے

اسکے علاوہ پاکستان (یو این او) کا نمائندہ ہے جو بظاہر امن قائم کرنے کے لیے بنایا گئی ہے، اب پاکستان کی مجبوری ہے کہ اسکا حصہ بنے وگرنہ کئی طرح کی مشکلات دنیا بھر سے پیش آنے کی توقع ہے

لہذا اگر خوف کی وجہ سے پاکستان اس نظام کا حصہ ہے تو یہ بھی کوئی کفر نہیں بلکہ اسلام میں تو اگر خطرات لاحق ہو کلمہ کفر کہنے کی بھی اجازت موجود ہے، نیز حدیث میں آتا ہے کہ جنگ دھوکے ہے، لہذا بعض معاملات صرف کفار کو دکھا کر دھوکے دینے کے لیے بھی کیے جاتے ہیں جو کہ یقیناً کفر نہیں ہے

بالفرض اگر ایسا نہ بھی ہے، تو بھی انہیں اس وقت تک کافر نہیں کہا جاسکتا جب تک وہ اللہ کے حکم کے خلاف فیصلوں کو اپنے لیے بغیر تاویل کے جائز سمجھ لیں، جیسا کہ اوپر گذرا

صحیح مسلم، کتاب الامارہ میں ایسی احادیث موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ بدترین قسم کے ظالم حکمران ائیں گے پھر بھی انکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے، حیرت ہے دور حاضر کے خوارج انکی اطاعت تو دور کی بات ہے انکو مسلمان ہی نہیں سمجھتے، حالانکہ اگر اتنے بڑے پیمانے پر کافر حکمران آئے والے ہوتے تو شریعت میں اسکا اشارہ موجود ہوتا بلکہ ابن ماجہ کی حسن حدیث میں ان حکمرانوں کا بھی ذکر ہے جو

کتاب اللہ کے ساتھ فیصلہ نہی کرتے ہونگے لیکن پھر بھی انہیں کافر نہی کہلا گیا، چنانچہ حدیث میں آتا ہے

وَمِمَّا لَمْ تَحْكُمُوا بِهِمْ أَنْ تَمَسُّهُمْ بِكِتَابِ اللَّهِ
إِلَّا جَعَلَ اللَّهُ بَأْسَهُمْ بِيَدِهِمْ

جب حکمران اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فیصلہ نہی کرتے، اور اللہ نے جو نازل کیا ہے اس کو اختیار نہی کرتے، تو اللہ تعالیٰ ان میں پھوٹ اور اختلاف ڈال دے گا (ابن ماجہ: 4019)

یہ حدیث انکے دلائل پر بالکل واضح رد ہے

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ غیر اللہ کی حاکمیت اور اللہ کے علاوہ کسی اور کے قانون سے فیصلہ کرنے کا مسئلہ تقریباً گذشتہ پچاس سالوں سے خوارج کے ساتھ معرکہ الآراء بنا ہوا ہے، جس پر الحمد للہ سلفی علماء نے خوارج کو بار بار دھول چٹائی ہے، لیکن ابھی بہت سے نام نہاد سلفیوں میں اس کے جراثیم موجود ہیں، اور ان جراثیموں کو ختم کرنے کی ضرورت ہے

اپنے آپ کو سلفی کہنے والے حضرات اپنے نظریات جماعت اسلامی، تنظیم اسلامی، اخوان المسلمین، حزب التحریر وغیرہ جیسی جماعتوں اور انکے فارغ مفکرین سے کیوں لیتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حق بات قبول کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین